حرمت نکاح متعہ

غلام مصطفٰے ظہیر امن پوری

رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت ایک کامل اور اکمل ضابطہ حیات ہے۔اس میں تا قیامت تبدیلی کی گنجائش نہیں، کیونکہ مختلف ادوار اور حالات وحوائج میں بدلتے قوانین کو اسلام نے مستقل کر دیا ہے۔زمانہ نزولِ وحی سے قیامت تک کے لیے ٹھوس دستور حیات پیش کئے گئے۔یہ کمال ہی کا تقاضا تھا کہ صرف افراد کو نہیں، بلکہ پورے معاشرے کو مدنظر رکھ کر قوانین مرتب کئے گئے۔معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والے امور کو بتدریج حرام قرار دیا گیا۔شراب کی مثال لے لیں کہ کس طرح غیر محسوس انداز سے مسلمان معاشرے کو اس سے پاک کیا گیا۔پہلے نمازوں کے اوقات میں نشہ نہ کرنے کا حکم فرما کر اس کی لت ختم کی، پھر فوائد کی نسبت خرابیوں کے زیادہ ہونے کا پتہ دے کر اس سے عمومی نفرت کا رجحان پیدا کیا بالآخر اسے مستقل طور پر ممنوع قرار دے دیا گیا۔

نکاحِ متعہ بھی انہی امور میں سے ہے،جنہیں اسلام نے ہمیشہ کے غیر شرعی فرمایا۔جیسے شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے عہدِ رسالت میں شراب پی جاتی رہی، اسی طرح تدریجی حکمتِ عملی کے تحت عہد نبوی میں نکاحِ متعہ بھی ایک وقت تک جائز رہا،لیکن پھر اسے قیامت تک کے لیے حرام ٹھہرا کر شرعی نکاح کو حتمی اور لازمی اصول بنا دیا گیا۔

حرمت نازل ہونے سے پہلے شراب حلال تھی کیا اب بھی حلال ہے؟ جواب یقیناً نفی میں ہے تو حرمتِ متعہ سے پہلے کے حالات کو دلیل بنا کر اسے سند جواز مہیا کرنا کیوں کر درست ہوا۔

نکاحِ متعہ کے فرد اور معاشرے پر نہایت مضر اثرات تھے،جن کی بنا پر اسے قیامت تک کے لیے شریعت بدر کر دیا گیا۔شرعی نکاح برقرار رکھا گیا، جو مفاسد سے بالکل خالی اور فرد و معاشرے کے لیے بے شمار فوائد کا حامل ہے۔

نکاح کا اہم مقصد عفت وعصمت کا تحفظ ہے، جو نکاحِ متعہ سے حاصل نہیں ہوتا، نیز نکاح شرعی میں اہم جزو، دوام واستمرار ہے، جو متعہ میں نہیں پایا جاتا۔نکاح لازمہ محبت ومودّت اور سکون ہے، جو متعہ میں ناپید ہے۔شریعت میں بیک وقت ایک سے زائد بیویوں کا تصور تو ہے،لیکن ایک سے زائد خاوندوں کا تصور قطعاً نہیں، جبکہ نکاحِ متعہ میں درجنوں

شوہر پائے جاتے ہیں، نکاح متعہ میں عورت کے لئے ایک دن میں بیسیوں افراد سے منہ کالا کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔

نکاحِ متعہ کے ذریعے معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے اور انسانوں میں بہیمانہ رویے پروان چڑھتے ہیں۔ بیک وقت کئی مردوں سے تعلق رکھنے والی کو کیا معلوم اس کی کوکھ میں پلنے والا بچہ کس کا ہے؟ ایسے بچے عام طور پر خونخوار درندے ہی بنتے ہیں، پرامن شہری نہیں بن پاتے۔ نکاحِ متعہ میں ولی (باپ، بھائی) کے حقوق بھی پامال ہوتے ہیں۔ عصمت جو انسانیت کا جوہر ہے، ختم ہو جاتی ہے اور ماحول میں آوارگی اور انارکی پھیلتی ہے۔

شیخ الاسلام، ابوالعباس، احمد بن عبدالحلیم، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

وَالنِّكَاحُ الْمَبِيحُ هُوَ النِّكَاحُ الْمَعْرُوفُ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ، وَهُوَ النِّكَاحُ الَّذِي جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً .

''جائز نکاح وہی ہے، جو مسلمانوں کے ہاں معروف ہے۔ یہی وہ نکاح ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے زوجین میں مودّت ورحمت کا باعث بنایا ہے۔'' (مجموع الفتاوٰی: 32/92، 93)

نکاحِ متعہ کی بے شمار قباحتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے شادی شدہ خواتین بھی بدکاری کی راہ اختیار کر لیتی ہیں، جیسا کہ:

❁ شیعہ کے شیخ الطائفہ، ابوجعفر، محمد بن حسن، طوسی (م: 460ھ) نے لکھا ہے:

وَلَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ أَنْ يَّسْأَلَهَا ؛ هَلْ لَّهَا زَوْجٌ أَمْ لَا .

''نکاحِ متعہ میں عورت سے یہ پوچھنا ضروری نہیں کہ اس کا خاوند ہے یا نہیں۔''

(النهاية، ص: 490)

ان قباحتوں کے باوجود نکاحِ متعہ شیعہ مذہب کا بنیادی جزو ہے، جیسا کہ:

❁ شیعہ فقیہ، محمد بن حسن، الحر العاملی (م: 1104ھ) نے لکھا ہے:

إِنَّ إِبَاحَةَ الْمُتْعَةِ مِنْ ضَرُورِيَّاتِ مَذْهَبِ الْإِمَامِيَّةِ .

''نکاحِ متعہ کا جائز قرار دینا امامیہ کی مذہبی ضرورت ہے۔''

(وسائل الشيعة : 245/7)

نکاحِ متعہ اور اجماعِ امت

امتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں نکاحِ متعہ تا قیامت حرام ہو چکا ہے۔جیسا کہ:

❁ امام ابوعُبَید ، قاسم بن سلام رحمہ اللہ (150-224ھ) فرماتے ہیں:

فَالْمُسْلِمُونَ الْيَوْمَ مُجْمِعُونَ عَلٰى هٰذَا الْقَوْلِ : إِنَّ مُتْعَةَ النِّسَاءِ قَدْ نُسِخَتْ بِالتَّحْرِيمِ، ثُمَّ نَسَخَهَا الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ ـــ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ كَانَ يَتَرَخَّصُ فِيهَا، إِلَّا مَا كَانَ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَإِنَّهٗ كَانَ ذٰلِكَ مَعْرُوفًا مِّنْ رَّأْيِهٖ، ثُمَّ بَلَغَنَا أَنَّهٗ رَجَعَ عَنْهُ .

''آج مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نکاحِ متعہ منسوخ ہونے کی بنا پر حرام ہے۔کتاب وسنت نے اسے منسوخ کہا ہے۔کسی صحابی سے نکاح متعہ کی رخصت دینا ثابت نہیں،سوائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس بارے میں ان کا فتویٰ مشہور تھا۔پھر ہم تک یہ بات بھی پہنچی کہ (حق معلوم ہونے پر) انہوں نے اپنے فتوے سے رجوع فرمالیا تھا۔''

(الناسخ والمنسوخ، ص: 80)

امام ابوعبید رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْيَوْمَ جَمِيعًا، مِّنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَأَهْلِ الْحِجَازِ، وَأَهْلِ الشَّامِ، وَأَصْحَابِ الْأَثَرِ، وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ، وَغَيْرِهِمْ، أَنَّهٗ لَا رُخْصَةَ فِيهَا لِمُضْطَرٍّ وَّلَا لِغَيْرِهٖ، وَأَنَّهَا مَنْسُوخَةٌ حَرَامٌ، عَلٰى مَا ذَكَرْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ .

''اس دور میں اہل عراق، اہل حجاز اور اہل شام، نیز اصحاب الحدیث واصحاب الرائے وغیرہ سب اہل علم کا اتفاق

فتویٰ ہے کہ مجبوری ہو یا نہ ہو، نکاحِ متعہ کی اجازت نہیں، یہ منسوخ اور حرام ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔''

(الناسخ والمنسوخ، ص: 82)

❁ امام، ابوجعفر، احمد بن محمد بن سلامہ، طحاوی رحمہ اللہ (238-321ھ) فرماتے ہیں:

فَهٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ نَهٰى عَنْ مُّتْعَةِ النِّسَاءِ، بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُّنْكِرٌ، وَفِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى مُتَابَعَتِهِمْ لَهٗ عَلٰى مَا نَهٰى عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ، وَفِي إِجْمَاعِهِمْ عَلَى النَّهْيِ فِي ذٰلِكَ عَنْهَا دَلِيلٌ عَلٰى نَسْخِهَا، وَحُجَّةٌ.

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول ﷺ کے اجتماع میں نکاح متعہ سے منع فرمایا، کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ ثابت ہوا کہ تمام صحابہ کرام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمنوا تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ اجماع منسوخیت متعہ کی ٹھوس دلیل ہے۔''

(شرح معاني الآثار: 26/3)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۲۴۲-۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

جاء عن الأوائل الرخصة فيها، ولا أعلم اليوم أحدا يجيزها إلّا بعض الرافضة، ولا معنى لقول يخالف كتاب اللّٰه وسنّة رسوله.

''اوائل اسلام میں متعہ کی رخصت منقول ہے۔ میرے علم کے مطابق سوائے روافض کے کسی نے اسے جائز قرار دیا نہیں دیا۔ کتاب اللہ اور سنتِ رسول کے مخالف قول کا کوئی وزن نہیں۔'' (فتح الباری لابن حجر: ۷۸/۹)

❁ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۳۶۸-۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

وأمّا سائر العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم من الخالفين وفقهاء المسلمين فعلى تحريم المتعة.

''تمام صحابہ، تابعین، ان کے بعد والے علماء اور فقہائے مسلمین متعہ کو حرام کہنے پر متفق ہیں۔''

(التمهيد لما فی الموطا من المعانی والاسانيد : ۱۰/۱۲۱)

❁ علامہ ابوبکر جصّاص (۳۰۵۔۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

وقد دلّلنا على ثبوت الحظر بعد الإباحة من ظاهر الكتاب والسنّة وإجماع السلف ... ولا خلاف فيها بين الصدر الأوّل على ما بيّنّا ، وقد اتّفق فقهاء الأمصار مع ذلک على تحريمها ، ولا يختلفون .

''ہم نے متعہ کے مباح ہونے کے بعد حرام ہونے کے ثبوت پر کتاب وسنت اور سلف کے اجماع کے دلائل بیان کر دیے ہیں۔۔۔اس بارے میں اسلام کے ابتدائی ادوار میں کوئی اختلاف نہیں تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ تمام علاقوں کے فقہائے کرام نے اس کی حرمت پر اتفاق کیا ہے، وہ اس بارے میں قطعاً اختلاف نہیں کرتے۔''(احکام القرآن للجصاص : ۲/۱۵۳)

❁ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۱۹۔۳۸۸ھ) لکھتے ہیں:

تحريم المتعة كالإجماع إلّا عن بعض الشيعة ، ولا يصحّ على قاعدتهم فى الرجوع إلى المختلفات إلى علىّ وآل بيته ، فقد صحّ عن علىّ أنّها نسخت ، ونقل البيهقىّ عن جعفر بن محمّد أنّه سئل عن المتعة فقال : هى الزنا بعينه .

''متعہ کی حرمت پر مسلمانوں کا اجماع ہے سوائے بعض شیعہ کے۔ ان کے قاعدے وضابطے کے مطابق بھی یہ (متعہ) درست نہیں کیونکہ یہ لوگ اختلافی مسائل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل بیت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ متعہ منسوخ ہو چکا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے (السنن الکبریٰ : ۷/۲۰۷، وسندہٗ صحیح) جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے متعہ کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا: یہ تو بالکل زنا ہے۔''

(فتح الباری : ۹/۷۸)

❁ حافظ، ابومحمد، حسین بن مسعود، بغوی رحمہ اللہ (م:516ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی تَحْرِیمِ نِکَاحِ الْمُتْعَةِ، وَهُوَ كَالْإِجْمَاعِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ .

''علماءکرام نکاحِ متعہ کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔یہ مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(شرح السنّة : 100/9)

❁ حافظ،عبدالرحمن بن علی،ابن الجوزی رحمہ اللہ (508-579ھ) فرماتے ہیں:

فَقَدْ وَقَعَ الْاِتِّفَاقُ عَلَى النَّسْخِ .

''نکاحِ متعہ کی منسوخیت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''(كشف المشكل من حديث الصحيحين :146/1)

❁ مشہور مفسر،ابوعبداللہ،محمد بن احمد،قرطبی رحمہ اللہ (600-671ھ) فرماتے ہیں:

فَانْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰی تَحْرِيمِهَا .

''نکاح متعہ حرام ہے،اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''(تفسير القرطبي : 133/5)

❁ علامہ مازری رحمہ اللہ (م۵۳۶ھ) لکھتے ہیں:

انعقد الإجماع على تحريمه ، ولم يخالف فيه إلّا طائفة من المبتدعة ، وتعلّقوا بالأحاديث الواردة ، وقد ذكرنا أنّها منسوخة ، فلا دلالة لهم فيها .

''متعہ کے حرام ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔اس کی مخالفت صرف ایک بدعتی گروہ نے کی ہے۔انہوں نے اس بارے میں وارد احادیث سے دلیل لینے کی کوشش کی ہے حالانکہ ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ وہ احادیث منسوخ ہیں،ان احادیث میں کوئی دلیل نہیں۔''

(المعلم بفوائد مسلم للمازری : ۱۳۱/۲)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۴۷۶۔۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

ووقع الإجماع بعد ذلک على تحريمها من جميع العلماء إلّا الروافض .

''اس کے بعد متعہ کی حرمت پر سوائے روافض کے تمام علمائے کا اجماع ہوگیا۔''(شرح مسلم للنووی:۱۸۱/۹)

نکاحِ متعہ اور قرآنِ کریم

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ❁ اِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ❁ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ❁﴾ (المؤمنون 23 : 5-7، المعارج 70 : 29-31)

''مومن بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ اپنی شرمگاہیں محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ملامت نہیں کیے جائیں گے۔ غیر عورتوں کے پاس جانے والے بغاوت کے مرتکب ہیں۔''

معلوم ہوا کہ بیوی اور لونڈی کے علاوہ کسی سے جنسی تعلق رکھنا جائز نہیں۔ جس عورت سے متعہ کیا جاتا ہے، وہ مرد کی بیوی ہوتی ہے نہ لونڈی، لہٰذا متعہ حرام ہے۔

ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ نے متعہ کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ، قَالَ : وَقَرَأَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ : ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ❁﴾ ---.

''ہمارا فیصلہ کتاب اللہ سے ہوگا۔ انہوں نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ❁﴾ مومن اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔''

(الناسخ والمنسوخ للقاسم بن سلّام : 131، مسند الحارث [بغية الباحث] : 479، السنن الكبرٰى للبيهقي : 206/7، 207، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ.

''یہ حدیث امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح ہے۔'' المستدرك : 305/2، 393)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (النور 24 : 33)

''جولوگ نکاح کی استطاعت نہیں رکھتے، وہ عصمت کی حفاظت کریں، حتی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔''

اس آیت ِکریمہ کی تفسیر میں الکیاالہراسی کے نام سے معروف مفسر وفقیہ، علامہ، ابوالحسن، علی بن محمد، طبری رحمہ اللہ (450-504ھ) فرماتے ہیں:

أَمَرَهُمْ بِالتَّعَفُّفِ عِنْدَ تَعَذُّرِ النِّكَاحِ عَمَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَذٰلِكَ عَلَى الْوُجُوبِ، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ إِبَاحَةَ الِاسْتِمْتَاعِ مَوْقُوفَةٌ عَلَى النِّكَاحِ، وَلِذٰلِكَ يُحَرِّمُ مَا عَدَاهُ، وَلَا يُفْهَمُ مِنْهُ التَّحْرِيمُ بِمِلْكِ الْيَمِينِ، لِأَنَّ مَنْ لَّا يَقْدِرُ عَلَى النِّكَاحِ لِعَدَمِ الْمَالِ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شِرَاءِ الْجَارِيَةِ غَالِبًا، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى بُطْلَانِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَدَلِيلٌ عَلٰى تَحْرِيمِ الِاسْتِمْنَاءِ.

''اللہ تعالیٰ نے بلا نکاح جنسی تسکین کے حرام ذرائع سے وجوباً منع فرمایا۔ یہ آیت دلیل ہے کہ جنسی تسکین کا جواز نکاح پر موقوف ہے، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے باقی سارے ذرائع کو حرام قرار دیا ہے۔ یاد رہے کہ اس آیت سے لونڈیوں کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ (ان کا ذکر تو اس لیے نہیں کیا گیا کہ) جو شخص مال نہ ہونے کی وجہ سے نکاح کی استطاعت نہیں رکھتا، وہ عموماً لونڈی خریدنے پر بھی قادر نہیں ہوتا۔ یہ آیت نکاحِ متعہ کی حرمت پر بھی دلیل ہے اور اس سے مشت زنی کا حرام ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔''

(أحكام القرآن : 4/313، 314)

تنبیہ : بعض لوگ قرآنِ کریم سے متعہ جائز ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔اس حوالے سے وہ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۲۴ پیش کرتے ہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾

''جن عورتوں سے فائدہ اٹھاؤ انہیں حق مہر ضرور ادا کرو!۔''

مشہور مفسر، علامہ قرطبی رحمہ اللہ، ابن خُوَیزمنداد بصری (م:390ھ) سے نقل کرتے ہیں:

وَلَا يَجُوزُ أَنْ تُحْمَلَ الْآيَةُ عَلٰى جَوَازِ الْمُتْعَةِ، لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ نِّكَاحِ الْمُتْعَةِ وَحَرَّمَهُ، وَلِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : ﴿فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ﴾ ، وَمَعْلُومٌ أَنَّ النِّكَاحَ بِإِذْنِ الْأَهْلِينَ هُوَ النِّكَاحُ الشَّرْعِيُّ، بِوَلِيٍّ وَّشَاهِدَيْنِ، وَنِكَاحُ الْمُتْعَةِ لَيْسَ كَذٰلِكَ .

''اس آیتِ کریمہ سے متعہ کا جواز کشید نا جائز نہیں، کیونکہ ایک تو رسول اللہ ﷺ نے نکاحِ متعہ سے منع فرمایا اور اسے حرام قرار دے دیا ہے، دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے (اس سے اگلی آیت میں) ارشاد فرمایا: ﴿فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ﴾ (تم ان عورتوں سے ان کے ولیوں کی اجازت سے نکاح کرو) معلوم شد کہ ولی کی رضامندی اور دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح شرعی ہی ہوتا ہے، نکاحِ متعہ کی صورت یہ نہیں۔''

(تفسير القرطبي : 5/129، 130)

معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم سے نکاحِ متعہ قطعاً ثابت نہیں، بلکہ صرف نکاحِ شرعی کا ثبوت ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہ آیت یوں تلاوت کی: **فما استمتعم به منهن ، إلى أجل مسمّى .** ''جن عورتوں سے تم ایک مقررہ مدت تک فائدہ اٹھاؤ۔''

(تفسیر الطبری : ۹۰٤٦، وسندهٗ صحیحٌ ، ۹۰٤۷، وسندهٗ صحیحٌ ، ۹۰٤۹، وسندهٗ صحیحٌ ، ۹۰۵۰، وسندهٗ صحیحٌ)

تبصرہ : ① ابتداء میں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما متعہ کو جائز کہتے تھے لیکن بعد میں نسخ کا علم ہونے پر رجوع کرلیا تھا، جیسا کہ: ربیع بن سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

ما مات ابن عباس حتی رجع عن هذه الفتیا .

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس فتوے سے رجوع کرکے ہی فوت ہوئے۔''

(مسند أبي عوانة : ۲/۲۷۳، ح : ۲۳۸٤، وسندهٗ صحیحٌ، طبع جدید)

فائدہ :

''الیٰ أجل مسمّی'' والی قرات ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں۔ اس کی سند میں سعید بن ابی عروبہ اور ان کے شیخ قتادہ دونوں ''مدلس'' ہیں،

② اس آیت کا صحیح مفہوم امام طبری رحمہ اللہ (۲۲۴۔۳۱۰ھ) یوں بیان کرتے ہیں:

وأولى التأويلين فى ذلك بالصواب تأويل من تأوّله : فما نكحتموه منهن فجامعتموه فآتوهنّ أجورهنّ، لقيام الحجّة بتحريم اللّٰه متعة النساء على غير وجه النكاح الصحيح أو الملك الصحيح على لسان رسوله ـ

''اس آیت کی دو تفسیروں میں سے درست تفسیر یہ ہے: جن عورتوں سے تم نکاح اور جماع کرلو، انہیں حق مہر ادا کرو۔ وجہ صحت وہ دلائل ہیں جن سے ثابت ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ نے جس متعہ کو حرام قرار دیا ہے، وہ اس نکاح سے الگ ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درست قرار دیا ہے۔''

(تفسیر الطبری : ۳/۷۳۸، طبع دار الحدیث، القاهرة)

④ **فما استمتعتم به منهنّ** سے مراد نکاح ہے، جیسا کہ سیدنا ربیع بن سبرہ اپنے والد سے بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

استمتعوا من هذه النساء، والاستمتاع عندنا التزويج

''عورتوں سے فائدہ اٹھائیے، ہمارے نزدیک فائدہ اٹھانے سے مراد نکاح ہے۔''

(مسند الدارمی : ۲۲٤۱، مسند الحمیدی : ۸۷۰، مسند الامام احمد : ۳/٤۰٤، وسندہٗ صحیحٌ)

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نکاح ہے۔(تفسیر الطبری : ۹۰۳۹)

اگر کوئی کہے کہ اس سے مراد متعہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **يا أيها الناس ! إنّي قد كنت آذنت لكم في الاستمتاع من النساء، وإنّ الله قد حرّم ذلك إلى يوم القيامة، فمن كان عنده منهنّ شيء فليخلّ سبيله، ولا تأخذوا ممّا آتيتموهنّ شيئا .**

''لوگو! میں نے آپ کو نکاح متعہ کی اجازت دی تھی۔اب یہ قیامت تک حرام ہے۔جس کے پاس ایسی عورت ہو، اسے چھوڑ دے اور اسے دی ہوئی چیزوں میں کچھ بھی واپس نہ لیں۔''

(صحیح مسلم : ۱/٤۵۱، ح : ۲۱/۱٤۰٦)

مشہور لغوی ابن منظور (۶۳۰۔۷۱۱ھ) لکھتے ہیں: **فإنّ الزجّاج ذكر أنّ هذه آية غلط فيها قوم غلطا عظيما لجهلهم باللّغة، وذلك أنّهم ذهبوا إلى قوله : ﴿ فما استمتعتم به منهن ﴾ من المتعة الّتي قد أجمع أهل العلم أنّها حرام، وإنّما معنى : ﴿ فما استمتعتم به منهن ﴾ فما نكحتم منهنّ على الشريطة الّتي جرى في الآية أنّه الإحصان أن تبتغوا بأموالكم محصنينَ أي عاقِدينَ التزويجَ، أي فما استمتعتم به منهنّ على عقد التزويج الّذي جرى ذكره فآتوهنّ أُجورهن فريضة، أي مهورهنّ فإن استمتع بالدخول بها آتى المهر تامّاً وإن استمتع بعقد النكاح آتى نصف المهر .**

’’زجاج نے ذکر کیا ہے کہ ایک گروہ نے لغت سے ناواقفیت کی بنا پر بہت بڑی غلطی کی ہے، انہوں نے یہاں متعہ سے مراد وہ متعہ لیا ہے جس کے حرام ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔ آیت کا صحیح معنیٰ یہ ہے کہ ان سے پاکدامنی کی شرط پر نکاح کریں اور نکاح کے عقد پر جو فائدہ اٹھائیں، اس پر انہیں حق مہر ادا کریں۔ اگر مرد نے عورت سے دخول کرکے اس سے فائدہ اٹھایا ہوگا تو پورا مہر ادا کرے گا اور اگر صرف نکاح کا ہی فائدہ اٹھایا ہو تو پھر نصف حق مہر دے گا۔‘‘ (لسان العرب : م ت ع)

علامہ آلوسی حنفی (۱۲۵۲۔۱۳۱۷ھ) لکھتے ہیں: **وهذه الآية لا تدلّ على الحلّ، والقول بأنّها نزلت فى المتعة غلط، وتفسير البعض لها بذلک غير مقبول، لأنّ نظم القرآن الكريم يأباه حيث بيّن سبحانه أوّلاً المحرّمات، ثمّ قال عزّ شأنه : ﴿ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاء ذَلِكُمْ أَن تَبْتَغُواْ بأموالكم ﴾، وفيه شرط بحسب المعنى فيبطل تحليل الفرج وإعارته، وقد قال بهما الشيعة، ثمّ قال جلّ وعلا : ﴿ مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ﴾، وفيه إشارة إلى النهى عن كون القصد مجرد قضاء الشهوة وصبّ الماء واستفراغ أوعية المنيّ، فبطلت المتعة بهذا القيد، لأنّ مقصود المتمتّع ليس إلّا ذاک دون التأهّل والاستيلاد وحماية الذمار والعرض.... فالإحصان غير حاصل فى امرأة المتعة أصلاً .**

’’یہ آیت متعہ کی حلت پر دلالت نہیں کرتی اسے متعہ سے متعلق سمجھنا غلط ہے، بعض لوگوں کی ایسی تفسیر ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ قرآنِ کریم کا سیاق وسباق اس سے انکاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے محرمات کا ذکر کیا، پھر فرمایا: ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاء ذَلِكُمْ أَن تَبْتَغُواْ بأموالكم ﴾ ’’ان کے علاوہ عورتیں تمہارے لئے حلال کردی گئی ہیں، بشرطیکہ تم حق مہر دے کر ان سے نکاح منعقد کرو۔‘‘ اس سے یہ شرط بھی اخذ ہوتی ہے کہ عورت اور اس کی شرمگاہ کی حلت کرائے پر حاصل کرنا حرام ہے، اس کے برعکس شیعہ ان دونوں ممنوعہ امور کے قائل ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ﴾ (تمہارا ارادہ پاکدامنی کا ہو، بے حیائی کا نہ ہو)۔ اس میں اشارہ ہے کہ صرف حصول شہوت کا مقصد

منع ہے۔اس قید سے متعہ باطل قرار پاتا ہے، کیونکہ متعہ کرنے والے شخص کا مقصود صرف یہی ہوتا ہے۔اس کا مقصد گھر بسانا، اولاد کا حصول اور نسل وعزت کو محفوظ کرنا نہیں ہوتا۔متعہ والی عورت سے پاکدامنی حاصل نہیں ہوتی۔'' (تفسیر روح المعانی للآلوسی: ٦/٥)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٦٦١۔٧٢٨ھ) اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس آیت کریمہ میں متعہ کے حلال ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ: ﴿ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا☆وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ ﴾ ''ان (مذکورہ محرمات) کے علاوہ جو عورتیں ہیں، وہ تمھارے لیے حلال کردی گئی ہیں، (شرط یہ ہے) کہ تم اپنے مال (مہر) کے بدلے انھیں حاصل کر کے ان سے نکاح کرو اور تمھاری نیت بدکاری کی نہ ہو، پھر جن سے مہر کے عوض تم فائدہ اٹھاؤ، انھیں ان کے مقرر کیے ہوئے مہر دے دو، اگر تم مہر مقرر کر لینے کے بعد اس (میں کمی بیشی) پر راضی ہو جاؤ تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔بے شک اللہ خوب جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے۔اور تم میں سے جو شخص آزاد مومن عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ تمھاری ملکیت مومن لونڈیوں میں سے کسی لونڈی سے نکاح کرلے''، یہاں جن عورتوں سے فائدہ اٹھانے کی بات ہے، ان سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے دخول ہو چکا ہے۔نکاح کے بعد عورت سے دخول کرنے والے شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو حق مہر ادا کرے۔جس عورت کو دخول سے قبل ہی طلاق ہو جائے اور خاوند اس سے دخول کا فائدہ نہ اٹھا پایا ہو، وہ پورے حق مہر کی مستحق نہیں ہوتی بلکہ اسے نصف مہر دیا جائے گا، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ﴾ ''تم مہر میں سے کیسے واپس لوگے، حالانکہ تم ایک دوسرے سے ملاپ کر چکے ہو اور ان عورتوں نے تم سے پختہ عہد لیا ہے؟''، اس آیت میں بھی نکاح کے بعد ملاپ حق مہر کی ادائیگی لازم کرنے کا سبب بتایا گیا ہے۔وضاحت یوں ہے کہ اس آیت کو مال کے بدلے وقتی نکاح کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی

دلیل نہیں، بلکہ ابدی نکاح ہی مکمل حق مہر ادا کرنے کا زیادہ حق دار ہے۔ضروری ہے کہ یہ آیت ابدی نکاح پر دلالت کرے۔ یہ دلالت خاص ہو یا عام۔ دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد لونڈیوں سے نکاح کا ذکر ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ بات مطلق طور پر آزاد عورتوں سے نکاح کے متعلق تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ سلف کے ایک گروہ کی قراءت یوں تھی کہ **فما استمتعتم به منهنّ إلى أجل مسمّى** ''تم جس عورت سے ایک مقرر وقت تک فائدہ اٹھاؤ'' تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قراءت متواتر نہیں بلکہ اس کا زیادہ سے زیادہ رتبہ اخبارِ آحاد کی طرح ہے۔ ہم اس بات کے انکاری نہیں کہ متعہ شروع اسلام میں حلال تھا، لیکن اس پر قرآنِ کریم دلالت کرتا ہے یا نہیں؟ دوسری بات یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ الفاظ اگرچہ نازل ہوئے تھے، لیکن یہ مشہور قراءت میں ثابت نہیں ہوئے، لہٰذا یہ منسوخ ہیں۔ ان کا نزول اس وقت ہوا ہوگا جب متعہ ابھی جائز تھا۔ متعہ حرام قرار دیا گیا تو یہ الفاظ منسوخ ہو گئے اور وقتی نکاح میں حق مہر کی ادائیگی کا حکم مطلق (ابدی) نکاح میں مہر کی ادائیگی پر تنبیہ کرنے کے لیے رہ گیا۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہا سکتا ہے کہ یہ دونوں قراءات حق ہیں۔ جب متعہ حلال تھا تو حق مہر دینا واجب تھا۔ یہ آغازِ اسلام میں جائز تھا۔ لہٰذا اس آیت میں متعہ کی حلت کا کوئی ثبوت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے لیے عورتوں سے مقررہ وقت تک متعہ کرنا حلال کر دیا گیا ہے، بلکہ فرمانِ باری تعالیٰ یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم نے فائدہ حاصل کیا ہے، ان کو حق مہر ادا کرو۔ عورت سے فائدہ اٹھانا حلال ہونے کی صورت میں ہو یا شبہے کی صورت میں، یہ آیت دونوں طرح کے فائدے کو شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سنتِ رسول اور اجماعِ امت دونوں دلائل سے نکاحِ فاسد میں حق مہر واجب ہے۔ فائدہ حاصل کرنے والا جب اس کام کو حلال سمجھتا ہو تو اس پر حق مہر واجب ہے۔ رہا حرام متعہ تو اس آیت میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر وہ کسی عورت سے اس کی رضامندی سے بغیر نکاح کے فائدہ حاصل کرے گا تو یہ زنا ہوگا۔ اس میں کوئی حق مہر نہیں۔ اگر عورت کو مجبور کیا گیا ہو تو اس میں اختلاف مشہور ہے۔

(منهاج السنة النبوية فى نقض كلام الشيعة والقدرية لابن تيمية : ۱۵۵/۲)

نکاحِ متعہ اور احادیثِ رسول ﷺ

نکاحِ متعہ پہلی دفعہ غزوۂ خیبر میں منع ہوا تھا، بعد میں فتح مکہ کے موقع پر تین دن کے لئے اجازت دی گئی، پھر قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔

غزوۂ خیبر کے موقع پر ممانعت کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حدیث نمبر ①: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَعَنْ لُّحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ. ''غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا تھا۔''

(صحيح البخاري : 5115، صحيح مسلم : 30/1407)

ایک روایت کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

نَهٰى عَنْ مُّتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے نکاحِ متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔''

(صحيح البخاري : 606/2، ح : 4216، صحيح مسلم : 452/1، ح : 1407)

صحیح مسلم کی ایک روایت (1407/31) یوں ہے:

إِنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُلَيِّنُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ: مَهْلًا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُّحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو متعہ کے باب میں نرمی اختیار کرتے دیکھا، تو فرمایا: ابن عباس! اس فتوے سے رُک جائیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔''

صحیح مسلم کی دوسری روایت (1407/32) میں یہ الفاظ ہیں:

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ .

''رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے نکاحِ متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔''

حدیث علی رضی اللہ عنہ اور علماء حدیث :

اس حدیث کی صحت کے بارے میں اہل علم کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

① امام، ابوجعفر، احمد بن محمد، نحاس (م:338ھ) فرماتے ہیں:

وَلَا اخْتِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي صِحَّةِ الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَاسْتِقَامَةِ طَرِيقِهِ بِرِوَايَتِهِ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرِيمَ الْمُتْعَةِ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی حرمت متعہ والی روایت کی صحت پر علما متفق ہیں۔''

(الناسخ والمنسوخ، ص: 322)

② معروف محدث و مفسر، حافظ، ابومحمد، حسین بن مسعود، بغوی رحمہ اللہ (م:516ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهِ . ''اس حدیث کی صحت پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔'' (شرح السنّة: 99/9، ح: 2292)

③ حافظ، ابوالفرج، عبدالرحمٰن بن علی، ابن الجوزی (508-597ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهِ . ''بلاشبہ اس کے صحیح ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے۔''

(إعلام العالم بعد رسوخه بناسخ الحديث ومنسوخه، ص: 343)

④ حافظ، ابوالفضل، عبدالرحیم بن حسین، عراقی رحمہ اللہ (725-806ھ) فرماتے ہیں:

وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . ''اس کی صحت پر اتفاق ہے۔''(شرح البقرة والتذكرة : 66/2)

⑤ حافظ، ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالصمد، سخاوی رحمہ اللہ (558-643ھ) بھی فرماتے ہیں:

وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . ''یہ حدیث متفق علیہ ہے۔''(فتح المغيث : 350/3)

⑥ امیر المومنین فی الحدیث، امام، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، بخاری رحمہ اللہ (194-256ھ) فرماتے ہیں:

وَبَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ متعہ منسوخ ہو گیا ہے۔''

(صحيح البخاري، تحت الحديث : 5119)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ :

بعض علما کا اس حدیث میں یوم خیبر والے الفاظ کو راوی کا وہم قرار دینا درست نہیں کیونکہ امام زہری رحمہ اللہ کے تمام شاگرد یوم خیبر کے الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتْعَةِ، فَقَالَ : حَرَامٌ، قَالَ : فَإِنَّ فُلَانًا يَّقُولُ فِيهَا، فَقَالَ : وَاللّٰهِ ! لَقَدْ عُلِمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَمَا كُنَّا مُسَافِحِينَ.

''ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: یہ حرام ہے۔ اس نے کہا: فلاں اسے جائز کہتا ہے، فرمایا: اللہ کی قسم! یہ طے شدہ بات ہے کہ غزوۂ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دے دیا تھا۔ ہم زناکار نہیں۔''

(المؤطّأ لابن وهب : 249، صحيح أبي عوانة : 29/3، شرح معاني الآثار للطحاوي : 25/3، السنن الكبرٰى للبيهقي : 207/7، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' قرار دیا ہے۔(التلخيص الحبير : 155/3)
معلوم ہوا کہ متعہ غزوہ خیبر کے موقع پر حرام ہوا تھا۔

تنبیہ ① : علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (691-751ھ) لکھتے ہیں:

''خیبر کے زمانہ میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس زمانہ میں متعہ حرام ہو، کیونکہ خیبر میں ساری کی ساری عورتیں یہودی تھیں، ان سے متعہ ممکن نہیں تھا، اس لیے کہ اس وقت اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز ہی نہیں تھا، تو ان سے متعہ کیسے صحیح تھا؟ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح سورۃ المائدہ کی آیت ﴿اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾ کے نزول کے بعد جائز ہوا۔ یہ سورت بالکل آخری سورتوں میں سے ہے۔''(دیکھیں زاد المعاد : 460/3)

اس کے جواب میں شارحِ صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَقَعْ فِي الْحَدِيثِ التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُمُ اسْتَمْتَعُوا فِي خَيْبَرَ، وَإِنَّمَا فِيهِ مُجَرَّدُ النَّهْيِ، فَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّ التَّمَتُّعَ مِنَ النِّسَاءِ كَانَ حَلَالًا .

''حدیث میں یہ صراحت تو نہیں ملتی کہ صحابہ کرام نے غزوۂ خیبر کے موقع پر فی الواقع متعہ کیا تھا۔ اس میں تو صرف ممانعت کا ذکر ہے اور اس سے زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اس دور میں متعہ حلال تھا۔''(فتح الباري : 171/9)

نیز فرماتے ہیں: يُمْكِنُ أَنْ يُجَابَ بِأَنَّ يَهُودَ خَيْبَرَ كَانُوا يُصَاهِرُونَ الْأَوْسَ وَالْخَزْرَجَ قَبْلَ الْإِسْلَامِ، فَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ هُنَاكَ مِنْ نِسَائِهِمْ مَنْ وَقَعَ التَّمَتُّعُ بِهِنَّ، فَلَا يَنْهَضُ الِاسْتِدْلَالُ بِمَا قَالَ .

''یہ بھی ممکن ہے کہ اوس و خزرج کی عورتوں سے متعہ ہوا ہو کیوں کہ خیبر کے یہود اسلام سے قبل ان سے سسرالی رشتہ

رکھتے تھے۔لہٰذا ابن قیم رحمہ اللہ کے بیان کردہ احتمال سے استدلال درست نہیں۔‘‘(فتح الباري : 170/9)

تنبیہ ② : سنن نسائی کی ایک روایت (3369) میں یوم خیبر کی بجائے یوم حنین کے الفاظ ہیں۔

یوم حنین کے الفاظ وہم پر مبنی ہیں، انہیں بیان کرنے میں عبدالوہاب ثقفی منفرد ہے۔ باقی سارے راوی یوم خیبر ہی بیان کرتے ہیں۔

ان الفاظ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ تَصْحِيفٌ مِّنْ خَيْبَرَ .

’’ظاہر ہے کہ یہ خیبر سے تصحیف (پڑھنے میں غلطی) ہوئی ہے۔‘‘(التلخيص الحبير : 155/3)

اب فتح مکہ کے موقع پر ہونے والی ابدی حرمت ملاحظہ فرمائیں:

حدیث نمبر ② : سیدنا سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهٗ، وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا» .

’’لوگو! میں نے نکاح متعہ کی اجازت دی تھی، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا ہے۔ جس کے پاس نکاحِ متعہ والی کوئی عورت ہو، وہ اس کا راستہ چھوڑ دے اور جو آپ نے ان کو دے دیا، اس میں سے کچھ واپس نہ لیں۔‘‘

(صحیح مسلم: 21/1406)

ایک روایت (صحیح مسلم:1406) میں یہ الفاظ بھی ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، وَهُوَ يَقُولُ.

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان کھڑے ہوئے یہ فرما رہے تھے۔''

دوسری روایت (صحیح مسلم:22/1406) میں ہے:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ، حِينَ دَخَلْنَا مَكَّةَ، ثُمَّ لَمْ نَخْرُجْ مِنْهَا حَتّٰى نَهَانَا عَنْهَا.

''رسولِ اکرم ﷺ نے فتح مکہ والے سال مکہ میں داخل ہوتے ہوئے متعہ کی اجازت دی، پھر نکلنے سے پہلے منع فرما دیا۔''

تیسری روایت (صحیح مسلم:25/1406) کے الفاظ یوں ہیں:

نَهٰى يَوْمَ الْفَتْحِ عَنْ مُّتْعَةِ النِّسَاءِ.

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نکاح متعہ سے منع فرمایا۔''

چوتھی روایت میں یہی بات یوں بیان ہوئی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَالَ: «أَلَا إِنَّهَا حَرَامٌ مِّنْ يَّوْمِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَانَ أَعْطٰى شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ».

''اللہ کے رسول ﷺ نے متعہ سے منع کیا اور ارشاد فرمایا: خبردار! یہ آج کے دن سے قیامت تک کے لیے حرام ہو گیا ہے۔ جس نے (کسی عورت کو متعہ کے عوض) کوئی چیز دی ہے، وہ واپس نہ لے۔'' (صحیح مسلم: 28/1406)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر نکاحِ متعہ حرام کیا گیا، پھر بہت ہی محدود عرصے، تقریباً تین

دن، کے لیے فتح مکہ کے موقع پر اس کی اجازت دی گئی اور اس کے بعد فتح مکہ والے دن قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔

متعہ کی حرمت کے حوالے سے دیگر روایات کا جائزہ

متعہ کی حرمت اور غزوۂ اوطاس !

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ أَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس والے سال متعہ کی تین دن اجازت دی، پھر اس سے منع فرما دیا۔''(صحیح مسلم : 18/1405)

ظاہری طور پر ان احادیث میں قیامت تک متعہ حرام ہونے کا تعلق الگ الگ موقع سے ہے، لیکن حقیقت میں یہ دونوں ایک ہی بات بیان کر رہی ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ جمع و تطبیق کی صورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَعَامُ أَوْطَاسٍ وَّعَامُ الْفَتْحِ وَاحِدٌ، فَأَوْطَاسٌ وَّإِنْ كَانَتْ بَعْدَ الْفَتْحِ، فَكَانَتْ فِي عَامِ الْفَتْحِ بَعْدَهٗ بِيَسِيرٍ، فَمَا نَهٰى عَنْهُ ؛ لَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يُّنْسَبَ إِلٰى عَامِ أَحَدِهِمَا أَوْ إِلَى الْآخَرِ، وَفِي رِوَايَةِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ مَّا دَلَّ عَلٰى أَنَّ الْإِذْنَ فِيهِ كَانَ ثَلَاثًا، ثُمَّ وَقَعَ التَّحْرِيمُ، كَمَا هُوَ فِي رِوَايَةِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، فَرِوَايَتُهُمَا تَرْجِعُ إِلٰى وَقْتٍ وَّاحِدٍ، ثُمَّ إِنْ كَانَ الْإِذْنُ فِي رِوَايَةِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ بَعْدَ الْفَتْحِ فِي غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ، فَقَدْ نُقِلَ نَهْيُهٗ عَنْهَا بَعْدَ الْإِذْنِ فِيهَا، وَلَمْ يَثْبُتِ الْإِذْنُ فِيهَا بَعْدَ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ، فَبَقِيَ تَحْرِيمُهَا إِلَى الْأَبَدِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ !

''غزوۂ اوطاس اور فتح مکہ کا سال ایک ہی ہے۔اوطاس کا واقعہ اگرچہ بعد میں وقوع پذیر ہوا، لیکن یہ اسی سال فتح

مکہ کے کچھ ہی عرصہ بعد ہوا تھا۔لہٰذا اس ممانعت کو غزوۂ اوطاس کے سال کی طرف منسوب کر لیں یا فتح مکہ کے سال کی طرف،کوئی فرق نہیں پڑتا۔سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تین دن تک متعہ کی اجازت تھی، پھر حرمت نازل ہوگئی۔یہی بات سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان ہوئی ہے۔یوں دونوں روایات ایک ہی وقت بتا رہی ہیں۔اگر سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت میں واقعۃً فتح مکہ کے بعد غزوۂ اوطاس ہی میں متعہ کی اجازت بیان ہوئی ہو،تو بھی اس اجازت کے بعد متعہ سے ممانعت مروی ہے اور اس کے بعد اس کی اجازت بالکل مروی نہیں،لہٰذا اس طرح بھی متعہ کی ابدی حرمت باقی ہے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي : 204/7)

یعنی فتح مکہ اور غزوۂ اوطاس ایک ہی سال ہوئے،لہٰذا کسی نے اسے فتح مکہ کی طرف منسوب کیا اور کسی نے غزوۂ اوطاس کی طرف۔یہ واقعہ ایک ہی ہے اور دراصل فتح مکہ کے موقع پر ہی متعہ کی ابدی حرمت کا اعلان فرما دیا گیا تھا۔

ایک اشکال اور اس کا ازالہ :

یہاں کسی ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ جب متعہ غزوۂ خیبر میں حرام ہونے کے بعد فتح مکہ کے موقع پر تین دن کے لیے دوبارہ جائز ہوا تھا اور پھر ابدی طور پر حرام ہوا تھا،تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو چاہیے تھا کہ وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو متعہ کے حوالے سے فتح مکہ والی حرمت ہی ذکر کرتے ، نہ کہ غزوۂ خیبر والی، جو بعد میں منسوخ بھی ہوگئی تھی؟

اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے شارحِ صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِمَّا أَنْ يَّكُونَ الْإِذْنُ الَّذِي وَقَعَ عَامَ الْفَتْحِ لَمْ يَبْلُغْ عَلِيًّا، لِقِصَرِ مُدَّةِ الْإِذْنِ، وَهُوَ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ

.

''ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جو اجازت دی گئی تھی،وہ بہت مختصر عرصے،یعنی صرف تین دن کے لیے تھی،اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع نہ ہوسکی۔''

(فتح الباري في شرح صحيح البخاري : 171/9)

نیز فرماتے ہیں: يُمْكِنُ الِانْفِصَالُ عَنْ ذٰلِكَ بِأَنَّ عَلِيًّا لَّمْ تَبْلُغْهُ الرُّخْصَةُ فِيهَا يَوْمَ الْفَتْحِ، لِوُقُوعِ النَّهْيِ عَنْهَا عَنْ قُرْبٍ.

''اس اشکال سے بچنے کی ایک راہ یہ بھی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن متعہ کے بارے میں اجازت معلوم نہ ہو سکی، کیونکہ فوراً ہی تو دوبارہ متعہ سے منع فرما دیا گیا تھا۔''

(فتح الباري : 169/9)

متعہ کی حرمت اور حجۃ الوداع!

گزشتہ صفحات میں یہ بات ثابت کی جا چکی ہے کہ نکاحِ متعہ کی حرمت ایک بار غزوۂ خیبر کے موقع پر ہوئی، پھر فتح مکہ کے سال تین دن کے لیے اس کی رخصت دی گئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے لیے اسے حرام فرما دیا۔ اس حقیقت کے برعکس بعض روایات میں حجۃ الوداع کا تذکرہ ہے، اس بارے میں تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

❀ سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک روایت ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، يَنْهٰى عَنْ نِّكَاحِ الْمُتْعَةِ.

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر نکاحِ متعہ سے منع فرماتے ہوئے سنا۔'' (مسند الإمام أحمد : 404/3، سنن أبي داوٗد : 2072)

یہ روایت ''شاذ'' (ضعیف) ہے۔ اسماعیل بن امیہ راوی نے اسے بیان کرنے میں امام زہری رحمہ اللہ کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت، جن میں معمر بن راشد، صالح بن کیسان، سفیان بن عیینہ، عمرو بن حارث شامل ہیں، کی مخالفت کی ہے۔

اس بارے میں امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَرِوَايَةُ الْجَمَاعَةِ أَوْلٰى. ''امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے والے زیادہ شاگردوں کی روایت

راجح ہے۔'' (السنن الكبرىٰ للبيهقي : 204/7)

پھر اس روایت میں صرف متعہ سے ممانعت کا ذکر ہے، متعہ کی اجازت کا نہیں، اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے، تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے متعہ کی ابدی حرمت کا اعلان تو فتح مکہ والے سال ہی فرما دیا تھا، البتہ مزید تاکید کے لیے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے حجۃ الوداع کے موقع پر بھی اس کا اعلان فرما دیا۔

اسی بات کو بیان کرتے ہوئے شارحِ صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَلَعَلَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ إِعَادَةَ النَّهْيِ لِيَشِيعَ وَيَسْمَعَهُ مَنْ لَّمْ يَسْمَعْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ .

''شاید آپ ﷺ نے ممانعت کا اعلان دوبارہ اس لیے کیا ہو کہ یہ بات خوب نشر ہو جائے اور جو پہلے نہیں سن سکا اب سن لے۔''

(فتح الباري : 170/9)

❀ سنن ابن ماجہ (1692) وغیرہ میں ربیع بن سبرہ سے بیان کرتے ہوئے عبدالعزیز بن عمر راوی نے بھی حجۃ الوداع کے ''شاذ'' الفاظ بیان کیے ہیں، جیسا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْأَكَابِرِ؛ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّالثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُمَا، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، وَهُوَ وَهْمٌ، فَرِوَايَةُ الْجُمْهُورِ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ زَمَنَ الْفَتْحِ .

''اسی طرح اکابر محدثین کی ایک جماعت، مثلاً ابن جریج اور سفیان ثوری وغیرہ نے عبدالعزیز بن عمر سے حجۃ الوداع کے الفاظ نقل کیے ہیں، لیکن یہ (عبدالعزیز بن عمر کا) وہم ہے۔ زیادہ راویوں نے ربیع بن سبرہ سے یہی بیان کیا ہے کہ متعہ کی حرمت فتح مکہ کے موقع پر ہوئی تھی۔'' (السنن الكبرىٰ للبيهقي : 207/7)

ثابت ہوا کہ صحیح الفاظ وہی ہیں، جو صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے فتح مکہ والے سال منع فرمایا تھا۔

اسی بارے میں شارحِ صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا حَجَّةُ الْوَدَاعِ؛ فَهُوَ اخْتِلَافٌ عَلَى الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، وَالرِّوَايَةُ عَنْهُ بِأَنَّهَا فِي الْفَتْحِ أَصَحُّ وَأَشْهَرُ.

''رہا (متعہ کی حرمت کے سلسلے میں) حجۃ الوداع (کا ذکر)، تو اس بارے میں ربیع بن سبرہ سے بیان کرنے میں کسی سے اختلاف ہوا ہے۔ ان سے صحیح ترین اور مشہور ترین روایت یہی ہے کہ متعہ کی حرمت فتح مکہ کے موقع پر ہوئی۔'' (فتح الباري: 170/9)

یاد رہے کہ طیوریات (740/2) والی روایت امام زہری رحمہ اللہ کی ''تدلیس'' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

متعہ کی حرمت اور غزوۂ تبوک!

❁ فقیہِ امت، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَنَزَلْنَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، فَرَآى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَصَابِيحَ، وَرَآى نِسَاءً يَبْكِينَ، فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟»، فَقِيلَ: نِسَاءٌ تُمُتِّعَ مِنْهُنَّ يَبْكِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «حَرَّمَ [أَوْ قَالَ: هَدَمَ] الْمُتْعَةَ النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالْعِدَّةُ، وَالْمِيرَاثُ».

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں غزوۂ تبوک کے لیے نکلے۔ دورانِ سفر ہم ثنیۃ الوداع کے مقام پر ٹھہرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چراغوں کو جلتے اور عورتوں کو روتے دیکھا، تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا: یہ وہ عورتیں ہیں جن سے متعہ کیا گیا تھا، وہ رو رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکاح، طلاق، عدت اور وراثت نے متعہ کو حرام کر دیا ہے۔''

(مسند أبي يعلى: 6625، سنن الدارقطني: 259/3، شرح معاني الآثار للطحاوي: 26/3، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (4149) **نے ''صحیح'' کہا ہے، جبکہ حافظ ابن قطان فاسی** (بيان الوهم والإيهام الواقعين في كتاب الأحكام: 84/5) **اور حافظ ابن حجر** (التلخيص الحبير: 154/3، ح: 1500) رحمہم اللہ **نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔**

اس کا راوی مؤمل بن اسماعیل جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''ثقہ، حسن الحدیث'' ہے۔

اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر متعہ کی حرمت ہوئی، بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے متعہ کی حرمت نازل ہو چکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **نے اس موقع پر اس کو دوبارہ بیان فرما دیا۔**

شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:**

وَأَمَّا قِصَّةُ تَبُوكَ؛ فَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُمُ اسْتَمْتَعُوا مِنْهُنَّ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ، فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ وَقَعَ قَدِيمًا، ثُمَّ وَقَعَ التَّوْدِيعُ مِنْهُنَّ حِينَئِذٍ وَّالنَّهْيُ، أَوْ كَانَ النَّهْيُ وَقَعَ قَدِيمًا، فَلَمْ يَبْلُغْ بَعْضَهُمْ فَاسْتَمَرَّ عَلَى الرُّخْصَةِ.

''غزوۂ تبوک کے سلسلے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ **کی حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ صحابہ کرام نے اس موقع پر عورتوں سے متعہ کیا۔ ممکن ہے کہ متعہ تو پہلے ہی ہوا ہو، لیکن عورتوں سے جدائی اس وقت ہوئی ہو اور اسی وقت یہ ممانعت بھی بیان ہو گئی ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ممانعت پہلے سے ہو، لیکن بعض صحابہ کرام کو اس کا علم نہ ہوا ہو اور وہ اس رخصت پر عمل کرتے رہے ہوں۔''** (فتح الباري: 170/9)

❀ **سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری** رضی اللہ عنہما **کا بیان ہے:**

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى غَزْوَةِ تَبُوكَ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا عِنْدَ الْعَقَبَةِ مِمَّا يَلِي الشَّامَ، جَائَتْ نِسْوَةٌ، فَذَكَرْنَا تَمَتُّعَنَا، وَهُنَّ يَجُلْنَ فِي رِحَالِنَا، أَوْ قَالَ: يَطُفْنَ فِي

رِحَالِنَا، فَجَائَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَظَرَ إِلَيْهِنَّ، فَقَالَ: «مَنْ هَؤُلَاءِ النِّسْوَةُ؟»، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نِسْوَةٌ تَمَتَّعْنَا مِنْهُنَّ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ، وَتَمَعَّرَ لَوْنُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، فَقَامَ فِينَا، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، فَتَوَادَعْنَا يَوْمَئِذٍ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ، وَلَمْ نَعُدْ، وَلَا نَعُودُ لَهَا أَبَدًا، فَبِهَا سُمِّيَتْ يَوْمَئِذٍ ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ.

''ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوۂ تبوک کے لیے نکلے۔ جب ہم شام کی طرف عقبہ کے قریب پہنچے، تو کچھ عورتیں آئیں۔ ہم نے ان سے متعہ کا معاہدہ کرلیا، وہ ہمارے خیموں میں گھوم پھر رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ عورتوں کو دیکھ کر آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ وہ عورتیں ہیں، جن سے ہم نے متعہ کیا ہے۔ آپ ﷺ غصے میں آ گئے، حتی کہ رخسار مبارک سرخ ہو گئے اور چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آپ ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر ہمیں متعہ سے منع فرما دیا۔ ہم مردوں اور عورتوں نے اسی وقت جدائی اختیار کر لی۔ دوبارہ کبھی ایسا نہیں کیا، نہ اب کبھی کریں گے۔ اسی بنا پر اس جگہ کا نام ثنیۃ الوداع (جدائی کی گھاٹی) پڑ گیا۔''

(الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار، ص: 178، نصب الراية للزيلعي: 179/3)

لیکن یہ روایت باطل (جھوٹی) ہے، کیونکہ:

① اس کا راوی عباد بن کثیر ''متروک'' ہے۔

② عبداللہ بن محمد بن عقیل راوی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔ اس کے بارے میں حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ. ''اکثر محدثین کرام نے اسے ضعیف کہا ہے۔''

(المجموع شرح المهذّب : 155/1)

علامہ مناوی رحمہ اللہ حافظ ابوالفتح یعمری سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ لِسُوءِ حِفْظِهٖ . ''جمہور محدثین کرام نے اس کے حافظے کی خرابی کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔'' (فیض القدیر : 527/5)

متعہ اور عمرۃ القضاء!

امام معمر اور امام حسن بصری رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ:

مَا حَلَّتِ الْمُتْعَةُ قَطُّ، إِلَّا ثَلَاثًا فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ، مَا حَلَّتْ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا .

''متعہ صرف عمرۃ القضاء کے دوران تین دن حلال ہوا تھا، اس سے پہلے یا بعد کبھی حلال نہیں ہوا۔'' (مصنّف عبد الرزّاق : 503/7، 504، ح : 14040)

یہ قول امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کی ''تدلیس'' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کو حرام کیا تھا؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں متعہ حلال تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس کو حرام قرار دیا تھا۔ آیئے ان کے دلائل کا جائزہ لیتے ہیں:

❁ صحابیٔ رسول، سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالدَّقِيقِ، الْأَيَّامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، حَتّٰى نَهٰى عَنْهُ عُمَرُ، فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ .

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کھجوروں اور آٹے کی ایک مٹھی کے عوض متعہ کیا کرتے، حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن حریث کے معاملے میں ہمیں اس سے منع فرما دیا۔'' (صحیح مسلم :

16/1405)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے اتباع میں متعہ سے روکا، یہ نہیں کہ انہوں نے خود اسے حرام کیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کی طرف سے متعہ کی حرمت معلوم نہیں ہو سکی تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بتانے پر معلوم ہو گئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں متعہ سے روکا، تو یہی بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام کر دیا تھا، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا، وَاللّٰهِ! لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ، إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ، إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا.

”جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، تو انہوں نے لوگوں سے یوں خطاب فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (فتح مکہ کے موقع پر) تین دن متعہ کی اجازت دی، پھر اسے حرام کر دیا۔ اللہ کی قسم! میں اگر کسی بھی شادی شدہ کو متعہ کرتا پاؤں گا، تو اسے پتھروں سے رجم کر دوں گا، سوائے اس صورت کے کہ وہ اس پر چار گواہ لائے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو حرام کرنے کے بعد پھر حلال کر دیا تھا۔“ (سنن ابن ماجہ: 1963، وسندہٗ حسنٌ)

اسی لیے شارحِ صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثَبَتَ نَهْيُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فِي حَدِيثِ الرَّبِيعِ ابْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِيهِ، بَعْدَ الْإِذْنِ فِيهِ، وَلَمْ نَجِدْ عَنْهُ الْإِذْنَ فِيهِ بَعْدَ النَّهْيِ عَنْهُ، فَنَهْيُ عُمَرَ مُوَافِقٌ لِنَهْيِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: وَتَمَامُهُ أَنْ يُقَالَ لَعَلَّ جَابِرًا وَّمَنْ نُقِلَ عَنْهُ اسْتِمْرَارُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ بَعْدَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَنْ نَهٰى عَنْهَا عُمَرُ لَمْ يَبْلُغْهُمُ النَّهْيُ، وَمِمَّا يُسْتَفَادُ

أَيْضًا أَنَّ عُمَرَ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا اجْتِهَادًا، وَإِنَّمَا نَهٰى عَنْهَا مُسْتَنِدًا إِلٰى نَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ وَقَعَ التَّصْرِيحُ عَنهُ بِذٰلِكَ فِيمَا أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَهْ مِنْ طَرِيقِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ خَطَبَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا.

''رسول اللہ ﷺ کا متعہ کی اجازت دینے کے بعد اس سے منع کرنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں ثابت ہے، جبکہ ممانعت کے بعد اس کی اجازت ثابت نہیں۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا متعہ سے منع کرنا رسول اللہ ﷺ کی ممانعت کی موافقت میں تھا۔ یہ بات تب سمجھ میں آتی ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ (جو رسول اللہ ﷺ کے بعد متعہ کرتے رہے اور ان کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے روکا) کو ممانعت کا علم نہیں ہوا تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ سے روکنے کا عمل اپنے اجتہاد سے نہیں کیا، بلکہ اس کی دلیل انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے ہی کو بنایا تھا۔ اس بات کی تصریح سنن ابن ماجہ کی اس روایت میں موجود ہے، جسے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (فتح مکہ کے موقع پر) تین دن متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اس سے (ہمیشہ ہمیشہ کے لیے) منع فرما دیا۔''

(فتح الباري: 172/9)

نیز یہ حدیث تو اس بات کی دلیل ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی متعہ شریعتِ اسلامیہ میں منسوخ اور حرام تھا، اسی لیے تو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بتانے پر اس کے قائل ہو گئے، ورنہ جس چیز کی رخصت رسول اللہ ﷺ نے دی ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کو کیسے حرام کر سکتے ہیں اور ان کے کہنے پر دوسرے صحابہ کرام کیونکر اس سے رُک سکتے ہیں؟

جیسا کہ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (238-321ھ) فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كُنَّا نَتَمَتَّعُ حَتّٰى نَهَانَا عَنْهَا عُمَرُ، فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَّكُونَ لَمْ

يَعْلَمْ بِتَحْرِيمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا، حَتّٰى عَلِمَهٗ مِنْ قَوْلِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَفِي تَرْكِهٖ مَا قَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاحَهٗ لَهُمْ، دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْحُجَّةَ قَدْ قَامَتْ عِنْدَهٗ عَلٰى نَسْخِ ذٰلِكَ وَتَحْرِيمِهٖ.

”رہا سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ ہم متعہ کرتے رہے،حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے روکا تو ہوسکتا ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متعہ سے روکنا معلوم نہ ہوا ہو اور اس ممانعت کا علم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے روکنے سے ہی ہوا ہو۔ پھر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائز کی ہوئی رخصت سے رُک جانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس کا منسوخ اور حرام ہونا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) ثابت ہو چکا تھا۔“(شرح معاني الآثار :26/3)

علامہ ابوالفتح نصر بن ابراہیم المقدسی رحمہ اللہ (م۴۹۰ھ) فرماتے ہیں:

وهذا يدلّ على صحّة ما قُلناه من الإجماع على تحريمها ، لأنّ عمر بن الخطّاب رضى اللّه عنه فى هذه الأخبار ، وفيما تقدّمها نهى عنها على المنبر وتوعّد عليها ، وغلّظ أمرها ، وذكر أنّ رسول اللّه صلّى اللّه عليه وسلّم حرّمها ونهى عنها ، وذلك بحضرة المهاجرين والأنصار ، فلم يعارضه أحدٌ منهم ولا ردّ عليه قولَه فى ذلك ، مع ما كانوا عليه من الحرص على إظهار الحقّ وبيان الواجب ، وردّ الخطأ كما وصفهم اللّٰه ورسوله فى ذلك ، ألا ترى أنّ أبيّ بن كعب عارضه فى متعة الحجّ ، وقد عارضه مُعاذ بن جبل فى رجم الحامل ،لأنّه لا يجوز لمثلهم المداهنة فى الدين ولا السكوت على استماع الخطأ ، لا سيّما فيما هو راجع إلى الشريعة ، وثابت فى أحكامها على التأبيد ، فلما سكتوا على ذلك ولم ينكره أحدٌ منهم ، علم أنّ ذلك هو الحقّ وأنّه ثابتٌ فى الشريعة من نسخ المتعة وتحريمها كما ثبت عنده ،

فصار ذلك كأنّ جميعهم قرّروا تحريمها وتثبّتوا من نسخها ، فكانت حراماً على التأييد ، وقد روى ذلك جماعةٌ من الصحابة سوى عمر ، فرُوی تحريمها عن علی بن أبی طالب وعبد اللّٰه بن عمر وعبد اللّٰه بن مسعود وعبد اللّٰه بن الزبير وعبد اللّٰه بن عبّاس ، لأنّه رجع عن إباحتها لمّا بان له صوابُ ذلك ، ونقل إليه تحريمها عن النبیّ صلّی اللّٰه عليه وسلّم ، وهو مذهب التابعين والفقهاء والأئمّة أجمعين ، ولو لم يقل بتحريم المتعة إلّا واحد من الصحابة رضوان اللّٰه عليهم إذ لم يكن له فيهم مخالفٌ لوجب علينا الأخذ بقوله ، والمصير إلى علمه لأنّه لم يقل ذلك إلّا عن علم ثاقب ، وقد أجمعوا على ذلك ؟ فكان مَنْ خالف ذلك واستحلّ نكاح المتعة مخالفاً للإجماع معانداً للحقّ ، والصواب ۔

''یہ بات ہمارے دعویٰ اجماع کی صحت پر دلیل ہے، کیونکہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ برسر منبر متعہ سے منع فرمایا، اس فعل سے ڈرایا اور اس معاملے کو گھمبیر قرار دیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام قرار دے کر اس سے منع فرما دیا تھا۔ یہ ساری کارروائی مہاجرین و انصار صحابہ کرام کی موجودگی میں انجام پائی، لیکن کسی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روک ٹوک کی نہ ردّ کیا۔ حالانکہ صحابہ کرام اظہار حق، بیان واجب اور غلطی ردّ کرنے کے شیدائی تھے جیسا کہ ان کی یہ صفت اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بیان کی ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حج تمتع کے بارے میں اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان سے حاملہ کو رجم کرنے کے معاملے میں روک ٹوک کی تھی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام جیسے (مضبوط ایمان والے) لوگوں سے دین کے حوالے سے مداہنت اور غلط بات سن کر خاموشی ممکن نہیں، خصوصاً ایسے معاملے میں جو شریعت سے تعلق رکھتا ہو اور تاابد شریعت میں موجود رہنے والا ہو۔ جب تمام صحابہ کرام خاموش ہو گئے اور کسی نے انکار نہیں کیا تو معلوم ہو گیا کہ یہی حق ہے اور متعہ کا منسوخ اور حرام ہونا ہی شریعت میں ثابت ہے جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تھا۔ یہ معاملہ تمام صحابہ کرام کے متعہ کے حرام اور

منسوخ ہونے کا اقرار کرنے کے مترادف ہے، لہٰذا یہ تاابد حرام ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اس بارے میں احادیث بیان کی ہیں۔ متعہ کا حرام ہونا سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبداللہ بن زبیر اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حق واضح ہونے اور متعہ کی حرمت پر حدیثِ رسول پہنچنے پر رجوع فرمالیا تھا۔ یہی مذہب تمام تابعین، فقہائے کرام اور ائمہ دین کا ہے۔ اگر بالفرض متعہ کو صرف ایک صحابیٔ رسول ہی حرام قرار دیتے اور کوئی صحابی اس معاملے میں ان کا مخالف نہ ہوتا تو ہم پر اس صحابی کے قول وعلم کی پیروی لازم تھی کیونکہ صحابی ایسی بات صرف ٹھوس علم کی بنیاد پر ہی کہتا ہے۔ اس پر صحابہ کرام نے اجماع کرلیا ہے۔ اب جو شخص اس کی مخالفت کرتے ہوئے نکاحِ متعہ کو حلال سمجھتا ہے وہ اجماع کا مخالف اور حق وصواب کا دشمن ہے۔''

(تحریم نکاح المتعة لابی الفتح المقدسی : ص ۷۷)

علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (۵۴۴۔۶۰۱ھ)، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعہ کے متعلق خطاب کے بارے میں لکھتے ہیں: **ذكـر هذا الكلام في مجمع الصحابة وما أنكر عليه أحد ، فالحال ههنا لا يخلو إمّا أن يقـال : إنّهـم كـانـوا عـالمين بحرمة المتعة فسكتوا ، أو كانوا عالمين بأنّها مباحة ولكنّهم سكتوا عـلـى سبيـل الـمـداهـنة ، أو مـا عرفوا إباحتها ولا حرمتها ، فسكتوا لكونهم متوقّفين في ذلک ، والأوّل هـو الـمـطلوب ، والثاني يوجب تكفير عمر ، وتكفير الصحابة لأنّ من علم أنّ النبيّ صلّى الـلّـه عـليـه وسـلّـم حكم بإباحة المتعة ، ثمّ قال : إنّها محرّمة محظورة من غير نسخ لها فهو كافر بـالله ، ومن صدّقه عليه مع علمه بكونه مخطئا كافرا ، كان كافرا أيضا ، وهذا يقتضي تكفير الأمّة ، وهو على ضدّ قوله : ﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ ﴾** (آل عمران : ۱۱۰) **، والقسم الثالث : وهو أنّهم ما كانوا عـالمين بكون المتعة مباحة أو محظورة فلهذا سكتوا ، فهذا أيضا باطل ، لأنّ المتعة بتقدير كونها مباحة تكون كالنكاح ، واحتياج الناس إلى معرفة الحال في كلّ واحد منهما عامّ في حقّ الكل ،**

ومثل هذا يمنع أن يبقى مخفيًا ، بل يجب أن يشتهر العلم به ، فكما أنّ الكل كانوا عارفين بأنّ النكاح مباح ، وأنّ إباحته غير منسوخة ، وجب أن يكون الحال فى المتعة كذلک ، ولمّا بطل هذان القسمان ثبت أنّ الصحابة إنّما سكتوا عن الإنكار على عمر رضى اللّٰه عنه لأنّهم كانوا عالمين بأنّ المتعة صارت منسوخة فى الإسلام .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں صحابہ کرام کے مجمع میں کیں کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ اس صورتِ حال میں تین باتیں کہی جا سکتی ہیں: پہلی یہ کہ صحابہ کرام کو متعہ کی حرمت کا علم تھا لہٰذا وہ خاموش ہو گئے، دوسری یہ کہ انہیں متعہ کی اباحت معلوم تھی لیکن وہ مداہنت کی وجہ سے خاموش رہے یا تیسری یہ کہ انہیں متعہ کے حرام ہونے یا مباح ہونے کے بارے میں علم ہی نہ تھا لہٰذا وہ اس بارے میں توقف کرتے ہوئے خاموش رہے۔ پہلی بات ہی درست ہے، دوسری بات سے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام کی تکفیر لازم آتی ہے کیونکہ جو شخص جانتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو مباح قرار دیا ہے، پھر وہ بغیر نسخ کی دلیل کے کہے کہ یہ حرام ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہے اور جسے اس کی غلطی اور کفر پر آگاہی ہو، پھر بھی اس کی تصدیق کرے وہ بھی کافر ٹھہرے گا۔ یوں ساری کی ساری امت کا کافر ہونا لازم آئے گا اور یہ بات اس فرمانِ باری تعالیٰ کے خلاف ہے: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ (تم بہترین امت ہو)۔ تیسری بات کہ صحابہ کرام کو متعہ کی حرمت یا اباحت کے بارے میں علم ہی نہ تھا، اس لیے وہ خاموش ہو گئے، یہ بھی باطل ہے، کیونکہ متعہ کو مباح سمجھیں تو وہ نکاح کی طرح ہے۔ لوگ جس طرح نکاح کی بابت علم کے محتاج ہیں، اسی طرح متعہ (اگر حلال ہو تو اس) کی معرفت کے بھی محتاج ہوں گے۔ اس طرح کا معاملہ مخفی رہنا ممکن نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اس کے بارے میں علم مشہور و معروف ہو۔ جس طرح سب کو علم تھا کہ نکاح مباح ہے اور اس کی اباحت منسوخ نہیں، اسی طرح متعہ کے بارے میں علم ہونا بھی ضروری تھا۔ جب یہ (آخری) دونوں باتیں باطل ہیں تو ثابت ہو گیا ہے کہ صحابہ کرام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر انکار کرنے سے صرف اس لیے خاموش رہے کہ انہیں اسلام میں متعہ کے منسوخ ہو جانے کا علم تھا۔'' (تفسیر الفخر الرازی: ۲۸۷/۳)

متعہ اور علمائے امت

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فتویٰ:

❁ صحابیٔ رسول، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَّنْكِحَ امْرَأَةً إِلَّا نِكَاحَ الْإِسْلَامِ، يُمْهِرُهَا، وَيَرِثُهَا وَتَرِثُهُ، وَلَا يُقَاضِيهَا عَلٰى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ، إِنَّهَا امْرَأَتُهُ، فَإِنْ مَّاتَ أَحَدُهُمَا لَمْ يَتَوَارَثَا .

''کسی مرد کے لیے جائز نہیں کہ کسی عورت سے اسلام کے نکاح کے علاوہ کوئی اور نکاح کرے۔ مرد عورت کو حق مہر دے گا اور بیوی (کے فوت ہونے پر اس) کا وارث بنے گا، (اور اس کے فوت ہونے پر) بیوی اس کی وارث بنے گی۔ کوئی مرد عورت سے معین مدت تک نکاح نہ کرے کہ وہ اس کی بیوی تو ہو، لیکن اگر وہ فوت ہو جائے، تو وہ اس کی وارث نہ بن سکے۔'' (السنن الكبرٰى للبيهقي : 207/7، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام عروہ بن زبیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَامَ بِمَكَّةَ، فَقَالَ : إِنَّ نَاسًا أَعْمَى اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ، كَمَا أَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ، يُفْتُونَ بِالْمُتْعَةِ، يُعَرِّضُ بِرَجُلٍ، فَنَادَاهُ، فَقَالَ : إِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ، فَلَعَمْرِي، لَقَدْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ عَلٰى عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ، يُرِيدُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ : فَجَرِّبْ بِنَفْسِكَ، فَوَاللّٰهِ، لَئِنْ فَعَلْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ بِأَحْجَارِكَ .

''سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں کھڑے ہوئے اور ایک شخص کی طرف تعریض کرتے ہوئے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی طرح کچھ لوگوں کے دل بھی اندھے کر دیئے ہیں اور وہ متعہ کے جواز پر فتویٰ دے رہے ہیں۔ پھر انہوں نے اس آدمی کو بلایا، تو وہ کہنے لگا: تم بڑے سخت طبع آدمی ہو، قسم سے متعہ تو امام المتقین، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوتا رہا ہے۔ اس پر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اپنی ذات پر ذرا تجربہ تو کرو۔ اللہ کی قسم! اگر تم

نے ایسا کیا، تو میں ضرور تمہیں رجم کردوں گا۔''

(صحيح مسلم : 27/1406)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا رجوع :

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نکاحِ متعہ کو جائز سمجھتے تھے، لیکن جب انہیں متعہ کی حرمت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان معلوم ہوا، تو انہوں نے اپنے موقف سے رجوع فرمالیا تھا، جیسا کہ:

❀ ابو جمرہ، نصر بن عمران تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ مَوْلًى لَّهٗ : إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْغَزْوِ، وَالنِّسَاءُ قَلِيلٌ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : صَدَقْتَ .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے متعۃ النساء کے بارے میں سوال کیا، تو ان کے غلام نے کہا: یہ تو غزوات میں جائز ہوتا تھا، جب عورتیں کم تھیں۔ اس پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سچ ہے۔''

(شرح معاني الآثار للطحاوي : 26/3، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام طحاوی حنفی لکھتے ہیں:

هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : إِنَّمَا أُبِيحَتْ وَالنِّسَاءُ قَلِيلٌ، أَيْ فَلَمَّا كَثُرْنَ ارْتَفَعَ الْمَعْنَى الَّذِي مِنْ أَجْلِهٖ أُبِيحَتْ .

''یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، جو فرما رہے ہیں کہ متعہ اس وقت جائز قرار دیا گیا تھا، جب عورتیں کم تھیں۔ جب عورتیں زیادہ ہو گئیں، تو سببِ جواز ختم ہو گیا۔''

(شرح معاني الآثار : 26/3)

مشہور لغوی، ابن منظور، افریقی (282-370ھ) لکھتے ہیں:

فَالثَّابِتُ عِنْدَنَا أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَرَاهَا حَلاَلًا، ثُمَّ لَمَّا وَقَفَ عَلٰى نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا رَجَعَ عَنْ إِحْلاَلِهَا .

''ہمارے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما متعہ کو حلال سمجھتے تھے، پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا تھا، تو انہوں نے اس کو حلال قرار دینے سے رجوع فرما لیا تھا۔'' (لسان العرب : 330/8)

امام ابو عُبَید، قاسم بن سلام رحمہ اللہ (150-224ھ) فرماتے ہیں:

وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ كَانَ يَتَرَخَّصُ فِيهَا، إِلَّا مَا كَانَ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَإِنَّهٗ كَانَ ذٰلِكَ مَعْرُوفًا مِّنْ رَّأْيِهٖ، ثُمَّ بَلَغَنَا أَنَّهٗ رَجَعَ عَنْهُ .

''ہمارے علم کے مطابق کسی صحابی سے متعہ کی رخصت ثابت نہیں، البتہ ابن عباس کا فتوی مشہور ہے، انہوں نے اس فتوے سے رجوع فرما لیا تھا۔''

(الناسخ والمنسوخ، ص : 80)

تابعین اور نکاحِ متعہ :

امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَسَخَ الْمُتْعَةَ الْمِيرَاثُ . ''متعہ کو وراثت نے منسوخ کر دیا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 551/3، ح : 17070، وسندہٗ صحيحٌ)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردِ رشید، امام عروہ بن زبیر تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَلَا وَإِنَّ الْمُتْعَةَ هِيَ الزِّنَا .　　''خبردار! نکاحِ متعہ زنا ہی ہے۔''

(الناسخ والمنسوخ للقاسم بن سلّام : 130، مصنّف ابن أبي شيبة : 552/3، وسندہٗ حسنٌ)

امام مالک رحمہ اللہ اور متعہ :

صاحبِ ہدایہ، علامہ مرغینانی حنفی (م:593ھ) نے لکھا ہے:

وَقَالَ مَالِكٌ : هُوَ جَائِزٌ .　　''امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ متعہ جائز ہے۔''

(الهداية شرح بداية المبتدي : 333/2)

لیکن امام مالک رحمہ اللہ کی طرف اس قول کی نسبت غلط ہے، اس پر کئی دلائل ہیں:

① امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''مؤطا'' میں متعہ کی حرمت پر حدیث ذکر کی ہے۔ شارحِ ہدایہ، علامہ عینی حنفی (762-855ھ) اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

عَادَةُ مَالِكٍ أَنْ لَّا يَرْوِيَ حَدِيثًا فِي مُوَطَّإِهٖ إِلَّا وَهُوَ يَذْهَبُ وَيَعْمَلُ بِهٖ، وَلَوْ ذُكِرَ عَنْهُ مَا ذَكَرَهُ الْأَكْمَلُ لَذَكَرَهٗ أَصْحَابُهٗ، وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْهُ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ .

''امام مالک رحمہ اللہ کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی کتاب مؤطا میں جو بھی حدیث ذکر کرتے ہیں، اس کے مطابق اپنا مذہب بناتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اگر بات ایسے ہی ہوتی، جیسے اکمل نے ذکر کی ہے (کہ امام مالک رحمہ اللہ متعہ کو جائز سمجھتے تھے)، تو امام مالک رحمہ اللہ کے شاگردان سے یہ بات ذکر کرتے، لیکن ان سے ایسی کوئی بات منقول نہیں۔''

(البناية شرح الهداية : 63/5)

② علمائے حق میں سے کسی نے اس قول کو امام مالک رحمہ اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا۔

③ صاحبِ ہدایہ کے ردّ میں کاکی حنفی لکھتے ہیں:

هٰذَا سَهْوٌ، فَإِنَّ الْمَذْكُورَ فِي كُتُبِ مَالِكٍ حُرْمَةُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ .

''یہ صاحبِ ہدایہ کی غلطی ہے، کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ کی کتب میں نکاحِ متعہ کی حرمت ذکر کی گئی ہے۔''(البنـــاية شرح الهداية للعيني الحنفي : 63/5)

④ مالکی کتب میں متعہ کو بالاجماع حرام لکھا گیا ہے۔

⑤ شارحِ ہدایہ، علامہ ابن ہمام حنفی (790-861ھ) لکھتے ہیں:

نِسْبَتُهٗ إِلٰى مَالِكٍ غَلَطٌ . ''امام مالک کی طرف اس قول کی نسبت غلط ہے۔''

(فتح القدير : 247/3)

⑥ اس بارے میں ابن نجیم حنفی (م:790ھ) لکھتے ہیں:

وَمَا فِي الْهِدَايَةِ، مِنْ نِّسْبَتِهٖ إِلٰى مَالِكٍ، فَغَلَطٌ، كَمَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُونَ .

''ہدایہ میں امام مالک رحمہ اللہ کی طرف جو متعہ کے جواز کی نسبت کی گئی ہے، وہ غلط ہے، جیسا کہ شارحین نے ذکر کیا ہے۔''(البحر الرائق شرح كنز الدقائق : 115/3)

معلوم ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ کا متعہ کو جائز کہنا قطعاً ثابت نہیں۔

اہل حجاز اور متعہ :

❁ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ:

يُجْتَنَبُ أَوْ يُتْرَكُ مِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْعِرَاقِ خَمْسٌ، وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْحِجَازِ خَمْسٌ، وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْعِرَاقِ : شُرْبُ الْمُسْكِرِ، وَالْـأَكْلُ عِنْدَ الْفَجْرِ فِي رَمَضَانَ، وَلَا جُمُعَةَ إِلَّا فِي سَبْعَةِ أَمْصَارٍ، وَتَأْخِيرُ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتّٰى يَكُونَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ أَرْبَعَةَ أَمْثَالِهٖ، وَالْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْحِجَازِ : اسْتِمَاعُ الْمَلَاهِي، وَالْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، وَالْمُتْعَة

بِالنِّسَاءِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمَيْنِ، وَالدِّينَارُ بِالدِّينَارَيْنِ يَدًا بِيَدٍ، وَإِتْيَانُ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ .

''پانچ اقوال اہل عراق کے اور پانچ اہل حجاز کے چھوڑ دیئے جائیں؛ اہل عراق کے اقوال: ① نشہ آور چیز پینا۔ ② رمضان میں فجر کے نزدیک کھانا۔ ③ سات شہروں کے علاوہ کہیں بھی جمعہ نہ ہونا۔ ④ چار گنا سایہ ہونے تک عصر کی نماز کو لیٹ کرنا۔ ⑤ کفار سے لڑائی کے دوران بھاگ جانا۔ اہل حجاز کے پانچ اقوال؛ ① موسیقی سننا۔ ② دو نمازوں کو بغیر عذر کے جمع کرنا۔ ③ عورتوں سے متعہ کرنا۔ ④ نقد کی صورت میں ایک درہم کے بدلے دو درہم اور ایک دینار کے بدلے دو دینار کا لین دین کرنا۔ ⑤ عورتوں سے غیر فطری مباشرت۔''

(معرفة علوم الحديث للحاكم : 65، تاريخ دمشق لابن عساكر : 54/58، 59)

لیکن اس کی سند سخت ''ضعیف'' ہے، کیونکہ امام اوزاعی رحمہ اللہ کے شاگرد ابو عبد اللہ بن بحر کی توثیق نہیں مل سکی۔ غیر معتبر اور نامعلوم لوگوں کی بیان کردہ بات قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

❀ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک قول میں متعہ کے جواز کی نسبت اہل مکہ کی طرف کی گئی ہے۔ (تاريخ دمشق لابن عساكر :362/1)

اس کی سند ''ضعیف'' ہے، کیونکہ اس کا راوی محمد بن ادریس بن حجاج المعروف بہ ابن ابو حمادہ ''مجہول'' ہے۔ متقدمین ائمہ محدثین میں سے کسی نے اس کی توثیق نہیں کی۔ اس میں ایک اور علت بھی ہے۔

متعہ اور حج تمتع ؟

بعض احادیث میں حج تمتع کو بھی متعہ کہا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے دھوکے سے اسے نکاح متعہ کی دلیل بنایا ہے ، جیسا کہ:

❀ مسلم القری، تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْنَا عَلٰى أَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ ، فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَتْ : فَعَلْنَاهَا عَلٰى

عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''ہم سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے عورتوں کے متعہ (حج) کے بارے میں سوال کیا، تو فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ایسا کیا۔''

(السنن الكبرٰى للنسائي : 5515، مسند أبي داوٗد الطيالسي : 1742، وسندهٗ حسنٌ)

معجم کبیر طبرانی (103/24) میں صرف ''متعہ'' کے الفاظ ہیں۔

اس سے مراد حج تمتع ہے، اسے بھی مجازاً متعہ حج کہا جاتا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے: فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُّتْعَةِ الْحَجِّ لِلنِّسَاءِ .

''ہم نے سیدہ اسماء سے عورتوں کے لیے حج تمتع کرنے کے بارے میں پوچھا۔''

اسی پر انہوں نے بتایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں حج تمتع کیا تھا۔ اس بات کی وضاحت صحیح مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے:

❁ مسلم القری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ مُّتْعَةِ الْحَجِّ، فَرَخَّصَ فِيهَا، وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهٰى عَنْهَا، فَقَالَ : هٰذِهٖ أُمُّ ابْنِ الزُّبَيْرِ تُحَدِثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيهَا، فَادْخُلُوا عَلَيْهَا، فَاسْأَلُوهَا، قَالَ : فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا، فَإِذَا امْرَأَةٌ ضَخْمَةٌ عَمْيَاءُ، فَقَالَتْ : قَدْ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے اس کی رخصت دی، جبکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس سے منع فرماتے تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں رخصت دی تھی، ان کے پاس جا کر پوچھ لیں۔ ہم سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوئے، نابینا ہونے کے ساتھ ان پر موٹاپا بھی طاری ہو چکا تھا۔ انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کی

اجازت دی تھی۔"(صحیح مسلم: 1238)

اس کی مزید تائید صحیح بخاری (1796) اور صحیح مسلم (1237) کی ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ ثابت ہوا کہ حدیث میں متعہ سے مراد متعۃ الحج ہے، نہ کہ نکاحِ متعہ۔

الحاصل: قرآن وسنت اور اجماعِ امت کی رُو سے نکاحِ متعہ قیامت تک حرام کر دیا گیا ہے۔ اسلام میں اس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀